14

# بیوہ کا نکاح ثانی

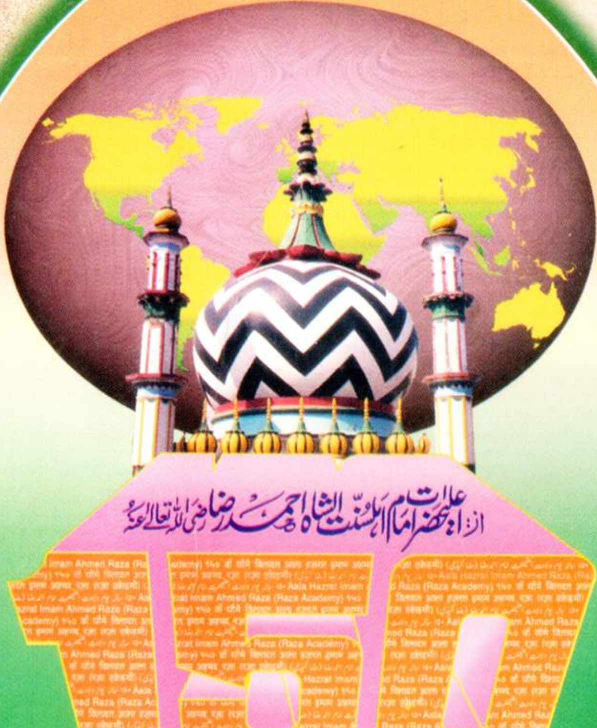

از: اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# اطائبُ التّہانی فی النّکاح الثّانی

۱۳۱۲ھ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملّت

## مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالٰی عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

بفیضِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالٰی عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون : ۳۷۰۲۲۹۶

سلسلۂ اشاعت ۲۷۴

نام کتاب ——— اطائبُ التہانی فی النکاح الثانی

۱۳۱۲ھ

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ——— حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح ——— مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

سن اشاعت ——— سنہ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

ناشر ——— رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

طباعت ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

# پیش لفظ

عروس البلاد ممبئی میں چند مخلصینِ اہل سنّت کی مشترکہ کوشش سے ۱۹۷۸ء سنہ میں رضا اکیڈمی کا قیام ہوا اور اس نے بفضلہٖ تعالیٰ مسلکِ اہلِ سنّت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دردمند اور باشعور سنّی عوام و خواص کے مختلف حلقوں میں اس نے اسلام و سنّیت کی بیش بہا خدمات انجام دے کر کئی شہروں میں اپنی متحرک و فعال شاخیں بھی قائم کیں اور علماء اہل سنّت بالخصوص امام اہل سنّت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کی کتب و رسائل بڑی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

علماء اہل سنّت اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کی ابتک دوسو چھیاسٹھ ۲۶۶ کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی شائع کر چکی ہے مزید برآں اس سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صدسالہ جشن اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کے ۱۵۰ سالہ یوم ولادت کے موقعہ پر دسیوں رسائل رضویہ فتاویٰ رضویہ مترجم شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لاہور سے عکس لے کر شائع ہو رہے ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی اپنے مشن کو دور دراز خطوں اور ہر طبقے تک پہنچانے کیلئے شب و روز کوشاں ہے اور اس کا پیغام بھی یہی ہے کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ و طفیل میں رضا اکیڈمی سے دین و سنّیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے اور اس کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد سعید نوری
اسیر مفتی اعظم
رضا اکیڈمی ممبئی۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ سنہ ھ / ۲۳ اپریل ۲۰۰۱ سنہ ء

# اِطائبُ التّہانی فِی النّکاح الثّانی[12][13]

## (بیوہ کے نکاح ثانی کے مفصّل احکام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**مسئلہ** از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۹ صفر ۱۳۱۲ھ

حمد کے لائق ہے وُہ اک پاک ذات | جس نے پیدا کی یہ ساری ممکنات
اور حبیب اپنے کو بس پیدا کیا | جس سے عالم میں ہوئے نور وضیا

محمد یعقوب علی خاں خلف پیر محمد خاں مرحوم نظامی چشتی قادری خدمت فیض موہبت میں عرض پرداز ہے کہ یہ فتوی نوشتہ مولوی عبدالرحیم دہلوی نظرِ احقر سے گزرا، اس کے مضمون سے اکثر ساکنانِ ہند اہلِ اسلام پر گناہ درکنار کفر عائد ہوتا ہے، اس واسطے عبارتِ فتوٰی خدمت شریف میں روانہ کرکے طالبِ جواب ہوں کہ تسکینِ خاطر کی جائے ان اللہ لایضیع اجر المحسنین[1] (بیشک اللہ تعالٰی احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۹ /۱۲۰

**خلاصۂ فتویٰ** یہ ہے جانو اے مسلمانو! کہ نکاح بیوہ کا ثابت ہے قرآن مجید و حدیث شریف سے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وانکحوا الایامی منکم[1] یعنی نکاح کردو بیوہ عورتوں کا۔

اور فرمایا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے:

النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منّی[2] نکاح کرنا میری سنّت ہے اور جس نے منہ پھیرا میرے طریقہ سے یعنی انکار کیا سو وہ مجھ سے نہیں۔

پس جو لوگ اس سے انکار کریں یا عیب اور بُرا جانیں یا کرنے والوں پر طعن کریں حقیر جانیں ذات سے نکالیں یا نکاح کرنے والوں کو روک دیں نہ کرنے دیں یا ایسی فساد کی بات اٹھائیں جس سے حکمِ خدا اور سنتِ رسول جاری نہ ہو اور کافروں کی رسم قائم رہے یا جاہلوں کے کہنے سننے کا خیال کرکے خدا اور رسول کا حکم قبول نہ کریں، سو یہ سب قسم کے لوگ کافر ہیں، عورتیں اُن کی نکاح سے باہر ہو جاتی ہیں، نماز روزہ کچھ قبول نہیں، کھانا پینا ان لوگوں کے ساتھ ہرگز درست نہیں جب تک کہ توبہ نہ کریں اس واسطے کہ ان سب صورتوں میں انکارِ حکمِ خدا اور تحقیرِ سنت لازم آتا ہے اور یہ ظاہر کفر ہے جیسا کہ تمام کتابوں میں لکھا اور آیت مذکور کی تفسیر میں آیا ہے کہ جو کوئی عیب جانے دوسرے نکاح کو وہ بے ایمان ہے، پس سب مسلمانوں کو واجب ہے کہ جن لوگوں کے گھر میں بیوہ عورت لائق نکاح کے ہو ان کو سمجھا دیں اور نصیحت کردیں، اور جو نہ مانیں تو تعزیر دیں، اور جو تعزیر کا قابو نہ چلے تو اُن کے گھر کا کھانا پینا بولنا سلام علیک کرنا سب چھوڑ دیں اور اپنی شادی غمی میں اُن کو نہ بُلائیں اور نہ اُن کے جنازے پر جائیں، اگر ایسا نہ کریں گے تو یہ بھی ان کے ساتھ دنیا و عاقبت کے وبال میں گرفتار ہوں گے، سو اے بھائیو! نکاح رانڈوں کا کردو، اور جو نہ مانے اس سے ملنا چھوڑ دو اور ذات سے ڈال دو، نہیں تو تمہارے بھی ایمان جانے کا خوف ہے، مکّہ کے سوا سو بزرگوں نے یہ فتویٰ بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اب بھی جو لوگ نہ مانیں گے دنیا میں بے عزّت اور تباہ ہو جائیں گے اور آخر کو بے ایمان مریں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی سال ۱۲۸۰ھ میں عشاء کے وقت ہزار آدمیوں نے دیکھا کہ ایک سُرخی بڑی شدّت کی مدینہ مبارک کی طرف نمودار ہوئی اور بڑی دیر تک رہی پھر تمام آسمان میں پھیل گئی اس ہیبت کی تھی کہ اس کی طرف دیکھا نہ جاتا تھا، مکّہ شریف میں تمام بزرگوں نے فرمایا کہ بڑا بھاری

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/۳۲

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵۷
صحیح مسلم " باب استحباب النکاح " ۱/۴۴۹
سُنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

غضب نازل ہونے والا ہے، سوایک بزرگ کو خواب میں الہام ہُوا کہ یہ سُرخی ہندوستان کی بیوہ عورتوں کا خون جمع ہوکر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے آیا تھا، سوعنقریب ان مسلمانوں پر غضب آنے والا ہے جلد نکاح کردیں ورنہ بھاری وبا آئے گی اور قحط پڑے گا کہ اکثر یزید کی طرح غارت ہوجائیں گے۔ الٰہی! سب مسلمانوں کو ہدایت کر اور غضب سے بچا، آمین یارب العالمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

اللھم ھدایة الحق والصواب

## الجواب

اس مسئلہ میں جاہلانِ ہند دو فرقے ہوگئے ہیں: ایک اہلِ تفریط کہ نکاحِ بیوہ کو ہنود کی طرح سخت ننگ وعار جانتے اور معاذ اللہ حرام سے بھی زائد اس سے پرہیز کرتے ہیں نوجوان لڑکی بیوہ ہوگئی اگرچہ شوہر کا منہ بھی نہ دیکھا ہوا ب عمر بھر یونہی ذبح ہوتی رہے ممکن ہے کہ نکاح کا حرف بھی زبان پر نہ لاسکے، اگر ہزار میں ایک آدھ نے خوفِ خدا و ترس روزِ جزا کرکے اپنا دین سنبھالنے کو (کہ حدیث میں آیا:

من تزوج فقد استکمل نصف دینه فلیتق الله فی نصف الباقی۔ رواه الطبرانی فی الکبیر والحاکم والبیهقی عن انس رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی وسلم۔[1]

جس نے نکاح کیا اس نے اپنا آدھا دین پُورا کرلیا باقی آدھے میں اللہ سے ڈرے (اس کو کبیر میں امام طبرانی نے اور امام حاکم و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور انھوں نے نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ (ت)

نکاح کرلیا اس پر چار طرف سے طعن وتشنیع کی بوچھار ہے، بیچاری کو کسی مجلس میں جانا بلکہ اپنے کُنبے میں مُنہ دکھانا دشوار ہے، کل تک فلاں بیگم یا فلاں بانو لقب تھا اب دوخصمی کی پکار ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم، یہ بُرا کرتے اور بے شک بہت بُرا کرتے ہیں باتباعِ کفار ایک بیہودہ رسم ٹھہرالینی پھر اس کی بنا پر مباحِ شرعی پر اعتراض بلکہ بعض صورتیں اداے واجب سے اعراض کیسی جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے، پھر حاجت والی جوان عورتیں اگر روکی گئیں اور معاذ اللہ بشامتِ نفس کسی گناہ میں مُبتلا ہوئیں تو اس کا وبال ان روکنے والوں پر پڑے گا کہ یہ اس گناہ کے باعث ہُوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] شعب الایمان عن انس بن مالک حدیث ۵۴۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۳۸۲-۸۳

مکتوب فی التوراۃ من بلغت لہ ابنۃ اثنتی عشرۃ سنۃ فلم یزوجھا فرکبت اثما فاثم ذلک علیہ[1] ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن امیرالمؤمنین عمر الفاروق و عن انس بن مالک رضی اللہ عنھما بسند صحیح۔

اللہ عزوجل توراۃ شریف میں فرماتا ہے جس کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچے اور وہ اس کا نکاح نہ کردے اور یہ دختر گناہ میں مبتلا ہو تو اس کا گناہ اس شخص پر ہے (اس کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت امیرالمؤمنین عمر فاروق اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند صحیح روایت فرمایا۔ ت)

جب کنواری لڑکیوں کے بارہ میں یہ حکم ہے تو بیاہیوں کا معاملہ تو اور بھی سخت کہ دختر ان دوشیزہ کو حیا بھی زائد ہوتی ہے اور گناہ میں تفضیح کا خوف بھی زائد اور خود ابھی اس لذت سے آگاہ نہیں صرف ایک طبعی طور پر ناواقفانہ خطرات دل میں گزرتے ہیں، اور جب آدمی کسی خواہش کا لطف ایک بار پاچکا تو اب اس کا تقاضا رنگِ دگر پر ہوتا ہے اور ادھر نہ ویسی حیا نہ وہ خوف و اندیشہ۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت بخشے، آمین۔

دوسرے اہلِ افراط کہ اکثر واعظین وہابیہ وغیرہم جہال متشددین ہیں، ان حضرات کی اکثر عادت ہے کہ ایک بیجا کے اٹھانے کو دس بیجا اس سے بڑھ کر آپ کریں، دوسرے کو خندق سے بچانا چاہیں اور آپ عمیق کنویں میں گریں، مسلمانوں کو وجہ بے وجہ کافر مشرک بے ایمان ٹھہرا دینا تو کوئی بات ہی نہیں، ان صاحبوں نے نکاحِ بیوہ کو گویا علی الاطلاق واجب قطعی و فرض حتمی قرار دے رکھا ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو بلکہ شرعاً اجازت ہو یا نہ ہو بے نکاح کئے ہرگز نہ رہے اور نہ صرف فرض بلکہ گویا عین ایمان ہے کہ ذرا کسی بناء پر انکار کیا اور ایمان گیا اور ساتھ لگے آئے گئے پاس پڑوسی سب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ کیوں پیچھے پڑ کر نکاح نہ کردیا اور اگر بس نہ تھا تو پاس کیوں گئے، بات کیوں کی، سلام کیوں لیا، بات بات پر عورتیں نکاح سے باہر جنازہ کی نماز حرام، تمام کفر کے احکام، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھلک المتنطعون[2] ۔ رواہ الائمۃ احمد و مسلم وابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہلاک ہوئے بے جا تشدد کرنے والے (اس کو امام احمد، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا۔ ت)

---

[1] شعب الایمان حدیث ۸۶۷۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۴۰۲

[2] صحیح مسلم کتاب العلم باب النھی عن اتباع متشابہ القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۹

**وانا اقول** وباللہ التوفیق (اور میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔)
حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نکاح ثانی مثل نکاح اول فرض، واجب، سنّت، مباح، مکروہ، حرام سب کچھ ہے صور واحکام کی تفصیل سُنیئے:

(۱) جس عورت کو اپنے نفس سے خوف ہو کہ غالباً اس سے شوہر کی اطاعت اور اُس کے حقوق واجبہ کی ادا نہ ہو سکے گی اُسے نکاح ممنوع و ناجائز ہے اگر کرے گی گنہگار ہو گی یہ صورت کراہت تحریمی کی ہے۔

(۲) اگر یہ خوف مرتبۂ ظن سے تجاوز کر کے یقین تک پہنچا جب تو اُسے نکاح حرام قطعی ہے۔
**حکم** ایسی عورتوں کو نکاح اول خواہ ثانی کی ترغیب ہرگز نہیں دے سکتے بلکہ ترغیب دینی خود خلاف شرع و معصیت ہے کہ گناہ کا حکم دینا ہو گا یہ عورتیں یا ان کے اولیا اگر نکاح سے انکار کرتے ہیں انھیں انکار سے پھیرنے والا جاہل و مخالفِ شرع۔

(۳) جنھیں اپنے نفس سے ایسا خوف نہ ہو انھیں اگر نکاح کی حاجت شدید ہے کہ بے نکاح کے معاذ اللہ گناہ میں مبتلا ہونے کا ظن غالب ہے تو ایسی عورتوں کو نکاح کرنا واجب ہے۔

(۴) بلکہ بے نکاح معاذ اللہ وقوع حرام کا یقین کُلی ہو تو انھیں فرض قطعی یعنی جبکہ اُس کے سوا کثرت روزہ وغیرہ معالجات سے تسکین متوقع نہ ہو ورنہ خاص نکاح فرض و واجب نہ ہو گا بلکہ دفع گناہ جس طریقہ سے ہو۔
**حکم** ایسی عورتوں کو بیشک نکاح پر جبر کیا جائے اگر خود نہ کریں گی وُہ گنہ گار رہوں گی اور اگر ان کے اولیا اپنے حدِ مقدور تک کوشش میں پہلوتہی کریں گے تو وُہ بھی گنہگار رہوں گے، ایسی جگہ ترک و انکار پر بیشک انکار کیا جائے مگر کتنا، صرف اتنا جو ترکِ واجب و فرض پر ہو سکتا ہے، نہ یہ جاہلانہ جبر وتی حکم کہ جو انکار کرے کافر، جو روک دے کافر، جو نہ کرنے دے کافر، فرائض ادا کرنے یا اُن کی ادا سے باز رکھنے پر آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک ایسے فرض کی فرضیت کا منکر نہ ہو جس کا فرض ہونا ضروریاتِ دین سے ہے، پھر ترکِ واجب و فرض پر جس قدر انکار و تشدد کر سکتے ہیں وُہ بھی یہاں اس وقت روا ہو گا جب معلوم ہو کہ اس عورت سے اطاعت و ادائے حقوق واجبہ شوہر کا ترک متیقن یا مظنون نہیں کہ ایسی حالت میں تو فرضیت و وجوب درکنار عدم جواز و حرمت کا حکم ہے، پھر یہ بھی ثابت ہو کہ اس عورت کی حالتِ حاجت اُس حد تک ہے کہ نکاح نہ کرے گی تو گناہ میں مبتلا ہو جانے کا یقین یا ظن غالب ہے کہ بغیر اس کے وجوب اصلاً نہیں، اور جب کسی خاص عورت کے حق میں یہ امور بر وجہ شرعی ثابت نہ ہوں تو مسلمان پر بدگمانی خود حرام، اور محض اپنے خیالات پر تارک فرض و واجب ٹھہرا دینا بیباک کا کام، پھر امر حاجت میں عورت کا اپنا بیان مقبول ہو گا کہ حاجت نکاح امر خفی و وجدانی ہے جس پر خود صاحبِ حاجت ہی

کو ٹھیک اطلاع ہوتی ہے جب وُہ بیان کرے کہ مجھے ایسی حاجت نہیں تو خواہی نخواہی اس کی تکذیب کی طرف کوئی راہ نہیں ہوسکتی عُمر وغیرہ کا مظنہ سب جگہ ایک سا نہیں ہوتا مزاج، عقل، حیا، خوف، اشغال، احوال، ہموم، افکار، صحبت، اطوار صدہا اختلافوں سے مختلف ہوجاتا ہے جس کی تفصیل اہلِ عقل و تجارب پر خوب روشن ہے، درمختار میں ہے:

یکون واجبا عند التوقان (المراد شدة الاشتیاق کما فی الزیلعی ای بحیث یخاف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج اذ لا یلزم من الاشتیاق الی الجماع الخوف المذکور بحر) فان تیقن الزنا الا به فرض، نهایة (ای بان کان لا یمکنه الاحتراز من الزنا الا به لان ما لا یتوصل الی ترک الحرام الا به یکون فرضا بحر، وقوله لا یمکنه الاحتراز الا به ظاهر فی فرض المسألة فی عدم قدرته علی الصوم المانع من الوقوع فی الزنا فلو قدر علی شیٔ من ذلک لم یبق النکاح فرضا او واجبا عینا بل هو او غیره مما یمنعه من الوقوع فی المحرم) وهذا ان ملك المهر والنفقة والا فلا اثم بترکه، بدائع (هذا الشرط راجع الی القسمین اعنی الواجب والفرض وزاد فی البحر شرطا آخر فیهما وهو عدم خوف الجور ای الظلم قال فان تعارض خوف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج وخوف

اور غلبۂ شہوت کے وقت نکاح واجب ہوتا ہے (اس سے مراد بقول امام زیلعی کے ایسا شدید اشتیاقِ جماع ہے کہ اگر نکاح نہ کرے گا تو وقوعِ زنا کا خوف ہے کیونکہ محض اشتیاقِ جماع کو خوف مذکور لازم نہیں، بحر) پس اگر نکاح کے بغیر زنا یقینی ہو تو نکاح فرض ہے، نہایہ (یعنی نکاح کے بغیر زنا سے بچنا ممکن نہ ہو کیونکہ جس کے بغیر ترک حرام تک رسائی نہ ہو وہ فرض ہوتا ہے، بحر۔ اور اس کا قول کہ نکاح کے بغیر زنا سے احتراز ممکن نہیں، ظاہر ہے کہ مسئلہ کی وُہ صورت فرض کی گئی ہے جس میں ناکح روزے رکھنے پر قادر نہ ہو جو کہ زنا سے مانع ہیں لہذا اگر وہ روزے رکھنے پر قادر ہو تو نکاح فرض یا واجبِ عین نہ ہوگا بلکہ اسے اختیار ہوگا کہ نکاح کرے یا حرام یعنی زنا سے بچنے کا کوئی اور طریقہ اپنائے) اور یہ وجوب و فرضیتِ نکاح اس صورت میں ہے جب وُہ مہر ونفقہ پر قادر ہو ورنہ ترکِ نکاح میں گناہ نہیں، بدائع (یہ شرط دونوں قسموں یعنی نکاح واجب و فرض کی طرف راجع ہے۔ بحر میں ان دونوں قسموں میں ایک اور شرط کا اضافہ فرمایا ہے اور وُہ یہ ہے کہ جور وظلم کا ڈر نہ ہو، صاحب بحر نے فرمایا کہ عدم نکاح کی صورت میں خوفِ زنا نکاح کی صورت میں جور وظلم کے خوف سے متعارض ہو

الجور لو تزوج قدم الثانی فلا افتراض بل یکرہ افادہ الکمال فی الفتح ولعلہ لان الجور معصیۃ متعلقۃ بالعباد والمنع من الزنا من حقوق اللہ تعالٰی وحق العبد مقدم عند التعارض لاحتیاجہ وغنی المولٰی تعالٰی اھ) ویکون مکروھا (ای تحریما بحر) لخوف الجور فان تیقنہ (ای الجور) حرم اھ[1] ملخصا مزیدا من رد المحتار من بین الخطین اقول ویؤید تعلیل البحر حدیث ابن ابی الدنیا وابی الشیخ عن جابر بن عبداللہ وابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا ان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لایغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ[3]۔

تو ثانی کا اعتبار مقدم و راجح ہوگا چنانچہ اس صورت میں نکاح فرض نہیں بلکہ مکروہ ہوگا، کمال نے فتح میں اس کا افادہ فرمایا، شاید خوفِ جور کو خوفِ زنا پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہو کہ جور و ظلم ایسا گناہ ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور زنا سے باز رہنا حقوق اللہ سے ہے اور حق عبد بوقتِ تعارض حق اللہ پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ عبد محتاج ہے اور مولٰی تعالٰی غنی ہے اھ) اور اس صورت میں نکاح مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہوگا جبکہ ظلم کا خوف ہو اور اگر ظلم کا یقین ہو تو حرام ہے۔ قوسین میں زائد عبارتیں ردالمحتار سے لی گئی ہیں۔ اقول (میں کہتا ہوں کہ) بحر کی بیان کردہ علت کی تائید کرتی ہے ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ کی وہ حدیث جس کو حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ غیبت سے بچو کیونکہ غیبت زنا سے سخت تر ہے اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے اور توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی (ت)

(۵) اگر حاجت کی حالت اعتدال پر ہو یعنی نہ نکاح سے بالکل بے پروائی نہ اس شدت کا شوق کہ بے نکاح وقوع گناہ کا ظن بالیقین ہو ایسی حالت میں نکاح سنت ہے مگر بشرطیکہ عورت اپنے نفس پر اطمینان کافی رکھتی ہو کہ مجھ سے ترکِ اطاعت اور حقوقِ شوہر کی اضاعت اصلاً واقع نہ ہوگی۔

---

[1] درمختار — کتاب النکاح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/ ۱۸۵

ردالمحتار — " — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۲/ ۲۶۱-۲۶۰

[3] جامع الاحادیث للسیوطی — قسم الاقوال حدیث ۹۳۱۰ — دارالفکر بیروت — ۳/ ۳۹۰

(۶) اگر ذرا بھی اس کا اندیشہ ہو تو اس کے حق میں نکاح سنّت نہ رہے گا صرف مباح ہوگا بشرطیکہ اندیشہ حدِ ظن تک نہ پہنچے ورنہ اباحت جدا ، سرے سے ممنوع و ناجائز ہوجائے گا کما سبق (جیسا کہ پیچھے گزرا۔ ت) درمختار میں ہے:

یکون سنۃ مؤکدۃ فیاثم بترکہ (مع الاصرار) حال الاعتدال (ای الاعتدال فی التوقان ان لایکون بالمعنی المار فی الواجب والفرض وھو شدۃ الاشتیاق وان لایکون فی غایۃ الفتور کالعنین ولذا فسرہ فی شرحہ علی الملتقی بان یکون بین الفتور والشوق وفی البحر والمراد حالہ عدم الخوف من الجور وترک الفرائض والسنن فلو خاف فلیس معتدلا فلا یکون سنۃ فی حقہ کما افادہ فی البدائع ، وترک الشارح قسما سادسا ذکرہ فی البحر عن المجتبی وھو الاباحۃ ان خاف العجز عن الایفاء بمواجبہ اھ ای خوفا غیر راجح والا کان مکروھا تحریما لان عدم الجور من مواجبہ[2] اھ ملتقطا مزیدا من ابن عابدین۔

اور حالِ اعتدال میں نکاح سنّتِ مؤکدہ ہوتا ہے جس کے (باصرار) ترک پر گناہ لازم ہوتا ہے (اعتدال سے مراد یہ ہے کہ غلبۂ شہوت اس حد تک پہنچا ہوا نہ ہو جیسا کہ نکاحِ واجب و فرض میں گزرا یعنی جماع کا اشتیاق شدید اور نہ ہی انتہائی طور پر کمزور اور قاصر ہو جیسا کہ عنّین۔ اسی واسطے شرح ملتقی میں اس کی تفسیر یُوں فرمائی کہ وُہ فتور اور شوق کے درمیان ہو۔ بحر میں ہے کہ اس سے مراد آدمی کا وُہ حال ہے جس میں اسے ظلم، ترک فرائض اور ترک سُنن کا خوف نہ ہو، اور اگر اسے ان امور کا خوف ہے تو وہ معتدل نہیں، لہٰذا اس کے لئے نکاح سنت نہیں ہوگا جیسا کہ بدائع میں اس کا افادہ فرمایا، اور شارح نے نکاح کی چھٹی قسم کا ذکر نہیں فرمایا جس کو بحر نے مجتبٰی سے ذکر کیا اور وُہ ہے نکاح کا مباح ہونا جبکہ لوازمِ نکاح کو پُورا نہ کرسکنے کا خوف ہو اھ اور یہ اباحتِ نکاح کا حکم تب ہوگا جب لوازم کی عدمِ ادائیگی کا خوف راجح نہ ہو ورنہ مکروہ تحریمی ہوگا کیونکہ عدمِ جور لوازمِ نکاح میں سے ہے اھ ملتقطا ــــ زائد عبارتیں ابن عابدین سے لی گئی ہیں۔ (ت)

حکم بحالتِ سنیت بیشک نکاح کی ترغیب بتاکید کی جائے اور اس سے انکار پر سخت اعتراض پہنچتا ہے اُسی قدر جتنا ترکِ سنّت پر چاہیے اور درصورت اباحت نہ نکاح پر اصلاً جبر کا اختیار نہ اس سے انکار پر کچھ اعتراض و انکار کہ مباح کو شرعِ مطہر نے مکلّف کی مرضی پر چھوڑا ہے چاہے کرے یا نہ کرے، پھر انصاف

---

[1] درمختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۵

[2] ردالمحتار 〃 〃 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۱

کی میزان ہاتھ میں لیجئے تو عورتوں کے حق میں سنیت نکاح بھی بہت ندرت سے ثابت ہوگی، ہزار میں ایک ہی ایسی نکلے گی جس کے لئے سنت کہہ سکیں، کیا کسی عورت کی نسبت خود وہ یا اس کے اولیاء یا یہ تشدد والے حضرات پورے طور پر ضامن ہو جائیں گے کہ اس سے نافرمانی شوہر یا اس کے کسی حق میں ادنیٰ تقصیر واقع ہونے کا اصلاً اندیشہ نہیں، ایسی بے معنی ضمانت وہی کر سکتا ہے جسے نہ مردوں کے حقوقِ عظیمہ پر اطلاع، نہ عورات کی عادات ونقصان عقل ودین پر وقوف کیا، **حدیث** صحیح میں حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سُنا کہ:

رأیت النار فلم ارکالیوم منظرا قط افظع ورأیت اکثر اھلھا النساء۔ میں نے دوزخ ملاحظہ فرمائی تو آج کی برابر کوئی چیز سخت وشنیع نہ دیکھی اور میں نے اہلِ دوزخ میں عورتیں زیادہ دیکھیں۔

فقالوا یارسول اللہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ، یعنی حضور! اس کا کیا سبب ہے؟ قال بکفرھن فرمایا ان کے کفر کے باعث۔ قیل یکفرن باللہ عرض کی گئی کیا اللہ عزّوجل سے کفر کرتی ہیں؟ قال یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں لو احسنت الی احدٰھن الدھر ثم رأت منك شیئا قالت ما رأیت منك خیرا قط[1] اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر ذرا سی بات خلافِ مزاج تجھ سے دیکھے تو کہے میں نے تو کبھی تجھ سے کوئی بھلائی نہ دیکھی رواہ الشیخان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اس کو شیخین نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا۔ت)

**حدیث ۲**: فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان المرأۃ خلقت من ضلع اعوج لن تستقیم لك علیٰ طریقۃ فان استمتعت بھا وبھا عوج وان ذھبت تقیمھا کسرتھا وکسرھا طلاقھا[2] رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ ونحوہ عورت ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے ہرگز کسی راہ پر تیرے لئے سیدھی نہ ہوگی، اگر تُو اس سے نفع لے تو اس کی کجی کے ساتھ نفع لے اور سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے (اس کو امام مسلم وترمذی نے حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ

---

[1] صحیح بخاری باب صلوٰۃ الکسوف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۴
صحیح مسلم " " " " " " ۱/۲۹۸
[2] صحیح مسلم باب الوصیۃ بالنساء " " " ۱/۴۷۵

احمد وابن حبان والحاکم عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تعالٰی عنہ سے اور اس کی مثل کو امام احمد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حاصل یہ کہ پسلی ٹوٹ جائے گی مگر سیدھی نہ ہوگی، عورت بھی بائیں پسلی سے بنی ہے نہ نبھے تو طلاق دے دے مگر ہر طرح موافق آئے یہ مشکل ہے۔

**حدیث ۳:** ایک بی بی نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میں عورتوں کی فرستادہ ہوں، حضور کی بارگاہ میں جن عورتوں کو خبر ہے اور جنھیں خبر نہیں سب میری اس حاضری کی خواہاں ہیں، اللہ عزوجل مردوں عورتوں سب کا پروردگار خدا ہے اور حضور مردوں عورتوں سب کی طرف اس کے رسول، اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض کیا کہ فتح پائیں تو دولتمند ہوجائیں اور شہید ہوں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں رزق پائیں اور ہم عورتیں اُن کے کاموں کا انتظام کرنے والیاں ہیں تو ہمارے لئے وُہ کون سی طاعت ہے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ فرمایا:

طاعۃ ازواجھن بحقوقھم وقلیل منکن من یفعلہ[1]۔ رواہ البزاز والطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

شوہروں کی اطاعت اور اُن کے حق پہچاننا اور اس کی کرنے والیاں تم میں تھوڑی ہیں (اس کو بزاز اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کیا۔ ت)

**حدیث ۴:** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

حاملات والدات مرضعات رحیمات باولادھن لولا مایأتین الٰی ازواجھن لدخل مصلیاتھن الجنۃ[2]۔ اخرجہ الامام احمد وابن ماجۃ والطبرانی فی الکبیر

حمل کی سختیاں اٹھانے والیاں، دُودھ پلانے والیاں، جننے کی تکلیف جھیلنے والیاں، اپنے بچوں پر مہربانیں، اگر نہ ہوتی وہ تقصیر جو اپنے شوہروں کے ساتھ کرتی ہیں تو اُن کی نماز پڑھنے والیاں سیدھی جنت میں

---

[1] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی حق المرأۃ علی الزوج دارالکتاب بیروت ۴/ ۳۰۶
مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۴ ۵۹۱ حبیب الرحمٰن الاعظمی بیروت ۸/ ۴۶۳
[2] المعجم الکبیر حدیث ۸۰۹۶ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۸/ ۳۰۲
مسند امام احمد دارالفکر بیروت ۵/ ۲۵۲

والحاکم فی المستدرک عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جائیں (اس کو امام احمد، ابن ماجہ، کبیر میں طبرانی نے اور مستدرک میں حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا۔ ت)

تو سنیت درکنار اکثر عورتوں کے لئے حدیث اباحت ہی ثابت رہے یہی بڑی بات ہے پھر ان کے انکار پر اعتراض اور نکاح پر اصرار کی کیا سبیل نہ کہ اعتراض بھی معاذ اللہ تا حد اکفار اور اصرار بھی ہم پہلوئے اکراہ و اجبار، ولہٰذا احادیث میں وارد کہ حقوقِ شوہر ان کی شدت سن کر متعدد بیبیوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے عمر بھر نکاح نہ کرنے کا عہد کیا اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا مگر جاہل واعظین خصوصًا وہابیہ ہمیشہ خدا و رسول سے بڑھ کر چلا چاہتے ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

**حدیث ۱**: ایک زن خثعمیہ نے خدمتِ اقدس حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! حضور مجھے سنائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے کہ میں زنِ بے شوہر ہوں اس کے ادا کی اپنے میں طاقت دیکھوں تو نکاح کروں ورنہ یوں ہی بیٹھی رہوں، فرمایا:

فان حق الزوج علی الزوجۃ ان سألھا نفسھا وھی علی ظھر بعیر ان لا تمنعہ نفسھا ومن حق الزوج علی الزوجۃ ان لا تصوم تطوعا الا باذنہ فان فعلت جاعت وعطشت ولا یقبل منھا ولا تخرج من بیتھا الا باذنہ فان فعلت لعنتھا ملئکۃ السماء و ملئکۃ الارض وملئکۃ الرحمۃ و ملئکۃ العذاب حتی ترجع۔

تو بیشک شوہر کا حق زوجہ پر یہ ہے کہ عورت کجاوہ پر بیٹھی ہو اور مرد اسی سواری پر اس سے نزدیکی چاہے تو انکار نہ کرے اور مرد کا حق عورت پر یہ ہے کہ اس کے بے اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے اگر رکھے گی تو عبث بھوکی پیاسی رہی روزہ قبول نہ ہوگا اور گھر سے بے اذنِ شوہر کہیں نہ جائے اگر جائے گی تو آسمان کے فرشتے، زمین کے فرشتے، رحمت کے فرشتے، عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک پلٹ کر آئے۔

یہ ارشاد سن کر ان بی بی نے عرض کی: لا جرم لا اتزوج ابدًا ٹھیک یہ ہے کہ میں کبھی نکاح نہ کروں گی رواہ الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما (اس کو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

---

۱؎ کشف الاستار عن زوائد البزار باب حق الزوج علی المرأۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۱۷۷
مجمع الزوائد " " " دار الکتاب بیروت ۴/ ۷-۳۰۶

تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

**حدیث ۲:** ایک بی بی نے دربارِ دُربار سیّد الابرار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: میں فلاں دخترِ فلاں ہُوں۔ فرمایا: میں نے تجھے پہچانا اپنا کام بتا۔ عرض کی: مجھے اپنے چچا کے بیٹے فلاں عابد سے کام ہے۔ فرمایا: میں نے اُسے بھی پہچانا یعنی مطلب کہہ۔ عرض کی: اُس نے مجھے پیام دیا ہے۔ تو حضور ارشاد فرمائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے اگر وُہ کوئی چیز میرے قابو کی ہو تو میں اُس سے نکاح کرلوں۔ فرمایا:

من حقه لو سال منخراه دما او قیحا فلحسته بلسانها ما ادت حقه لو كان ينبغي لبشر ان يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها اذا دخل عليها بما فضله الله عليها۔

مرد کے حق کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اگر اُس کے دونوں نتھنے خُون یا پیپ سے بہتے ہوں اور عورت اُسے اپنی زبان سے چاٹے تو شوہر کے حق سے ادا نہ ہُوئی اگر آدمی کا آدمی کو سجدہ روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ مرد جب باہر سے آئے اس کے سامنے آئے اسے سجدہ کرے کہ خدا نے مرد کو فضیلت ہی ایسی دی ہے۔

یہ ارشاد سُن کر وُہ بی بی بولیں:

والذی بعثك بالحق لا اتزوج ما بقيت الدنيا۔ رواه البزاز والحاكم عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه۔

قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں رہتی دنیا تک نکاح کا نام نہ لُوں گی (اس کو بزاز اور حاکم نے حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا۔ ت)

**حدیث ۳:** ایک صاحب اپنی صاحبزادی کو لے کر درگاہِ عالم پناہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہُوئے اور عرض کی: میری یہ بیٹی نکاح کرنے سے انکار رکھتی ہے حضور والا صلوات اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا: اطیعی اباك اپنے باپ کا حکم مان۔ اُس لڑکی نے عرض کی: قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں نکاح نہ کروں گی جب تک حضور یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا حق عورت پر کیا ہے۔ فرمایا:

---

| | | |
|---|---|---|
| لہ مستدرک کتاب النکاح باب حق الزوج علی الزوجۃ | دار الفکر بیروت | ۱۸۹/۲ |
| ۲ے کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۱۴۶۶ | موسسۃ الرسالہ بیروت | ۱۷۸/۲ |

حق الزوج علی زوجته لوکانت به قرحة فلحستها او انتثر منخراه صدیدا او دما ثم ابتلعته ما ادت حقه۔

شوہر کا حق عورت پر یہ ہے اگر اس کے کوئی پھوڑا ہو عورت اسے چاٹ کر صاف کرے یا اُس کے نتھنوں سے پیپ یا خُون نکلے عورت اسے نگل لے تو مرد کے حق سے ادا نہ ہوئی۔

اس لڑکی نے عرض کی،

والذی بعثك بالحق لا اتزوج ابدا۔

قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں کبھی شادی نہ کروں گی۔

حضور پُر نور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا: لا تنکحوھن الا باذنھن، عورتوں کا نکاح نہ کرو جب تک ان کی مرضی نہ ہو۔

رواہ البزار وابن حبان فی صحیحه عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنه۔

اس کو بزاز اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا۔[ت]

امام حافظ زکی الملۃ والدین عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند جید اور اس کے سب راوی ثقات مشہورین ہیں انتہی، سبحان اللہ اس حدیث جلیل کو دیکھئے دختر ناکتخدا کو نکاح سے انکار، باپ کو اصرار، باپ حضور کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں، صاحبزادی عین دربار اقدس میں قسم کھاتی ہیں کہ کبھی نکاح نہ کروں گی۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ اُس انکار کرنے والی پر ناراض ہوتے ہیں نہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ اولیا کو ہدایت فرماتے ہیں کہ جب تک ان کی مرضی نہ ہو ان کا نکاح نہ کرو، کہاں یہ ارشادِ ہدایت بنیاد کہاں وُہ جبروتی حکم زبردستی کا ظلم کہ اگرچہ ایک بار نکاح ہوچکا اب بیوہ ہوگئی خواہی نخواہی دوبارہ نکاح پر جبر کرو اور پھر بیوہ ہو تو پھر سہ بارہ گلا دباؤ اگر مان لے تو خیر، اور انکار کرے تو کافرہ ہوگئی، اور ساتھ لگے اولیا کی بھی خیر نہیں اگر وُہ خواہ مخواہ نکاح نہ کردیں تو اُن پر بھی معاذ اللہ اللہ عزوجل کا غضب ٹوٹے عیاذاً باللہ یزید پلید کی طرح غارت ہوں، مرتے وقت ایمان جانے کا اندیشہ، مزہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک ایک حکم شریعت مطہرہ کا اُنھوں نے چھوڑا دوسرے حکم فرض قطعی کے ترک کی یہ مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وُہ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، حالانکہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصلوٰة واجبة علیکم علی کل مسلم یموت

ہر مسلمان کے جنازہ کی نماز تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد

---

لے کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ١٤٦٥ موسستہ الرسالہ بیروت ٢/ ١٤٨

براً كان اوفاجراً وان هو عمل الكبائر[1]۔ اخرجه ابوداؤد وابویعلی والبیهقی فی سننه عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه بسند صحیح علیٰ اصولنا معشر الحنفیة۔

چاہے اُس نے کتنے ہی گناہ کبیرہ کئے ہوں (اس کو امام ابوداؤد، ابویعلی اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی سند کے ساتھ روایت فرمایا جو ہمارے یعنی احناف کے اصول کے مطابق صحیح ہے۔ ت)

دُوسری حدیث میں ہے، مولائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

صلّوا علیٰ کل میت[2]۔ اخرجه ابن ماجة عن واثلة والد ابی الطفیل رضی الله تعالیٰ عنهما۔

ہر (مسلمان) میت کی نماز جنازہ پڑھو۔ (اس کو ابن ماجہ نے واثلہ والد ابی الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے حضور سیّد عالم مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

صلوا علی من قال لا اله الا الله[3]۔ اخرجه ابوالقاسم الطبرانی فی معجمه الکبیر وابونعیم فی حلیة الاولیاء عن عبدالله ابن الفاروق رضی الله تعالیٰ عنهما۔

جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس کو ابوالقاسم طبرانی نے اپنی معجم کبیر اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ ابن فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمایا۔ (ت)

معاذ اللہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کو پس پشت ڈالنا اور اپنی طرف سے نئی شریعت نکالنا بیوہ کے نکاح نہ کرنے سے لاکھ درجے بدتر ہے، جبھی تو کہا تھا کہ یہ حضرات اوروں کو خندق سے بچائیں اور خود گہرے کنوئیں میں گرجائیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بالجملہ عند التحقیق عامۂ زنان خصوصاً زنانِ زمان کے حق میں غایت درجہ حکم اباحت ہے اور مباح سے انکار پر اصلاً مواخذ نہیں خصوصاً جب اس کے ساتھ اور کوئی مصلحت بھی ترکِ نکاح پر داعی ہو۔ صحیح حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب خواہر

---

[1] سنن ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الغزو مع ائمة الجور آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۴۳
السنن الکبریٰ باب الصلوٰة خلف من لا یحمد فعله دارصادر بیروت ۳/ ۲۱
[2] سنن ابن ماجه ابواب الجنائز باب فی الصلوٰة علیٰ اہل القبلہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۰
[3] المعجم الکبیر حدیث ۱۳۶۲۲ مروی از عبداللہ ابن عمر المکتبة الفیصلیه بیروت ۱۲/ ۴۴۷

امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو پیامِ نکاح دیا، عرض کی:

مابی عنک رغبۃ یارسول اللہ ولکن لا احب ان اتزوج وبنی صغار۔

یارسول اللہ! کچھ حضور سے مجھے بے رغبتی تو نہیں مگر مجھے یہ نہیں بھاتا کہ میں نکاح کروں اور میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناہ علی طفل فی صغرہ وارعاہ علی بعل فی ذات یدہ[1]۔ رواہ الطبرانی عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا برجال ثقات، قالت خطبنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت فذکرہ۔

عرب کی تمام عورتوں میں بہتر زنانِ قریش ہیں اپنے بچے پر اُس کے بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ نگاہ رکھنے والیاں۔ (اس کو طبرانی نے حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثقہ راویوں پر مشتمل سند کے ذریعہ روایت کیا، وُہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے عرض کی، اور آگے حدیث مذکورہ کو ذکر کیا۔ ت)

دوسری صحیح حدیث میں ہے، جب حضور والا صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہ نے انھیں پیام دیا، یُوں عرض کی:

یارسول اللہ لانت احب الی من سمعی وبصری وحق الزوج عظیم فاخشی ان اضیع حق الزوج[2] ملخصًا۔ اخرجہ ابن سعد بسند صحیح عن الشعبی مرسلاً۔

یارسول اللہ! بیشک حضور مجھے اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے زیادہ پیارے ہیں اور شوہر کا حق بڑا ہے میں ڈرتی ہوں کہ حقِ شوہر مجھ سے فوت نہ ہو۔ ملخصاً (اس کو ابن سعد نے سندِ صحیح کے ساتھ شعبی سے مرسلاً روایت فرمایا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے:

فخطبھا الی نفسھا فقالت کیف بھذا ضجیعا وھذا رضیعا لولدین بین یدیھا[3]۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو [illegible] کے لئے فرمایا اپنے دو بچوں کی طرف [illegible]

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۷ مروی از ام ہانی رضی اللہ عنہا المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۴/۲۷

[2] الطبقات الکبریٰ لابن سعد باب ذکر من خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من النساء دار صادر بیروت ۸/۱۵۲

[3] " " " " " " " " " "

رواہ عن ابی نوفل بن عقرب ایضا مرسلا۔

اشارہ کرکے عرض کی یہ دُودھ پینے اور یہ ساتھ سونے کو بہت ہے۔ (اس کو بھی ابن سعد نے ابو نوفل بن عقرب سے مرسلاً روایت کیا۔ ت)

اُمّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے شوہر اوّل حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بیوہ ہوئیں امیر المومنین صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُنھیں پیغامِ نکاح کردیا، انکار کردیا، پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پیام دیا، انکار کردیا، پھر حضور سیّد المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پیام دیا، عرض کی:

انی امرأۃ غیری وانی امرأۃ مصبیۃ و لیس احد من اولیائی شاھدا۔

میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواجِ مطہرات سے شکر رنجی کا خیال ہے) اور عیالدار ہوں اور میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے عذروں پر کچھ عتاب نہ فرمایا نہ یہ ارشاد ہوا کہ تم سنت سے منکر ہوتی ہو تم پر شرعی الزام ہے، بلکہ عذر سُن کر اُن کے علاج وجواب ارشاد فرمادئے کہ تمھارے رشک کے لئے ہم دُعا فرمائیں گے اللہ تعالٰی اسے دُور کردے (چنانچہ ایسا ہی ہوا ام المومنین ام سلمہ باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن کے ساتھ اس طرح رہتی تھیں گویا یہ ازواج ہی میں نہیں صلے اللہ تعالٰی علی بعلھن وعلیہن وبارک وسلم اور تمھارے بچے اللہ ورسول کے سپرد ہیں اور تمھارا کوئی ولی حاضر وغائب میرے ساتھ نکاح کو ناپسند نہ کرے گا[1] رواہ احمد والنسائی وغیرھما عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہا بسند صحیح (اس کو امام احمد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بسندِ صحیح روایت کیا۔ ت)

ابن ابی عاصم کی روایتوں میں ہے منجملہ عذروں کے یہ بھی عرض کی کہ امّا انا فکبیرۃ السن میری عمر زیادہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا فانا اکبر منک[2] میں تم سے بڑا ہوں۔ رواہ من طریق عبدالواحد بن ایمن عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہا (ابن عاصم نے اس کو عبدالواحد بن ایمن کے طریق سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے اور اُنھوں نے اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت فرمایا۔ ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل — مروی از ام سلمہ — دارالفکر بیروت — ٦/٣١٣
سنن النسائی — کتاب النکاح — المکتبۃ السلفیہ لاہور — ٢/٦٨
[2] طبقات الکبرٰی لابن سعد — باب ذکر فی خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نساء — دارصادر بیروت — ٨/٩١

ام المومنین (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے ۶۰ھ یا ۶۱ یا ۶۲ میں وفات پائی، عمر شریف چوراسی[۸۴] برس کی ہوئی قالہ الواقدی وکثیر من العلماء نقلہ عنھم فی الاصابۃ[۱] وھو الصواب کما فی الزرقانی (واقدی اور کثیر علماء نے یہی کہا ہے جن سے اصابہ میں نقل کیا اور یہی درست ہے جیساکہ زرقانی میں ہے۔ ت) اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آخر شوال ۴ھ ہجری میں ان سے نکاح فرمایا ھو الصحیح کما فی الزرقانی (یہی صحیح ہے جیساکہ زرقانی میں ہے۔ ت) تو جس وقت انھوں نے ترکِ نکاح کے لئے عمر زیادہ ہونے کا عذر عرض کیا ہے تیس[۳۰] سال کی نہ تھیں یہی کوئی چھبیس[۲۶] ستائیس[۲۷] برس کی عمر تھی رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے ابن سعد انھیں ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ انھوں نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| بلغنی انہ لیس امرأۃ یموت زوجھا وھو من اھل الجنۃ وھی من اھل الجنۃ ثم لم تزوج بعدہ الا جمع اللہ بینھما فی الجنۃ۔ | جس عورت کا شوہر مرجائے اور وہ دونوں جنتی ہوں پھر عورت اُس کے بعد نکاح نہ کرے تو اللہ تعالٰی اُن دونوں کو جنت میں جمع فرمائے۔ |

اسی بنا پر اُنھوں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا تھا آؤ ہم تم عہد کریں کہ جو پہلے مرجائے دوسرا اس کے بعد نکاح نہ کرے، مگر یہ علمِ الٰہی میں امہات المومنین میں داخل ہونے والی تھیں، حضرت ابو سلمہ نے قبول نہ فرمایا[۲] رواہ من طریق عاصم الاحول عن زیاد بن ابی مریم عنھا رضی اللہ تعالٰی عنھا (اس کو بطریق عاصم احول، زیاد بن ابی مریم سے روایت کیا اور انھوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت فرمایا۔ ت)

---

| | |
|---|---|
| عـــہ صحح الاول الیعمری والثانی ابوعمر بن عبدالبر والثالث الحافظ فی التقریب وھناک تصحیح رابع وھو ۵۹ھ صححہ القسطلانی فی المواھب قال الزرقانی وھو معارض بھذہ التصحیحات[۳] واللہ تعالٰی اعلم۔ (م) | اول کو یعمری، ثانی کو ابو عمر بن عبدالبر اور ثالث کو حافظ نے تقریب میں صحیح قرار دیا اور یہاں ایک چوتھی تصحیح ۵۹ھ کی بھی ہے جس کو قسطلانی نے مواہب میں صحیح قرار دیا، زرقانی نے فرمایا کہ وہ ان تصحیحات کے معارض ہے، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت) |

---

[۱] الاصابہ فی تمییز الصحابہ ذکر ام سلمہ نمبر ۱۳۰۹ دار صادر بیروت ۴/ ۴۵۹-۶۰

[۲] الطبقات الکبرٰی ذکر من خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من النساء دار صادر بیروت ۸/ ۸۸

[۳] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ذکر ام سلمہ رضی اللہ عنہا دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۴

حضرت سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر شہید ہوئے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ اُمید کرتے ہیں کہ اگر میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں اُن کی زوجہ ہوں (بیوی بنوں)، فرمایا: ہاں۔

احمد فی المسند حدثنا ابو احمد ثنا ابان عبد اللہ البجلی عن کریم بن ابی حازم عن جدته سلمٰی بنت جابر ان زوجها استشهد فاتت عبد اللہ بن مسعود فقالت انی امرأة استشهد زوجی وقد خطبنی الرجال فابیت ان اتزوج حتی القاه فترجولی ان اجتمعت انا وهو ان اکون من ازواجه قال نعم فقال له رجل ما رأیناك نقلت هذا مذقاعدناك قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول ان اسرع امتی لی لحوقا فی الجنة امرأة من احمس[1]۔

امام احمد نے اپنی مسند میں یُوں بیان فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو احمد نے، انھوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابان بن عبداللہ بجلی نے، انھوں نے کریم بن ابی حازم سے، اور انھوں نے اپنی دادی سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ ان (حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے شوہر شہید ہُوئے تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں وہ عورت ہوں جس کے شوہر شہید ہوگئے ہیں اور بہت سے مردوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا مگر میں نے نکاح سے انکار کیا تاوقتیکہ میں اپنے شوہر سے ملوں، کیا آپ میرے متعلق امید کرتے ہیں کہ اگر میں اور میرا شوہر جمع ہُوئے تو میں ان کی بیوی بنوں گی؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جب سے ہم آپ کے پاس بیٹھ رہے ہیں آپ کو یہ نقل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہُوئے سُنا کہ بیشک جنت میں سب سے جلد مجھ سے ملنے والی ایک عورت ہے احمس (قریش) سے۔ (ت)

حضرت سید سعید شہید سیدنا امام حسین صلی اللہ تعالےٰ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کی زوجہ مطہرہ رباب بنت امرئ القیس کہ حضرت اصغر و حضرت سکینہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں بعد شہادت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شرفائے قریش نے انھیں پیام نکاح دیا، فرمایا:

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از عبداللہ بن مسعود دارالفکر بیروت ۱/ ۴۰۳

ماکنت لاتخذ حموا بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔
میں وہ نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنا خسر بناؤں۔ (ت)

جب تک زندہ رہیں نکاح نہ کیا ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل (ابن اثیر نے اسے کامل میں ذکر کیا ہے۔ت) مرثیہ حضرت امام انام رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتی ہیں: ؎

واللہ لا ابتغی صھرا بصھرکم
حتی اغیب بین الرمل والطین[2]

خدا کی قسم میں تمھارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں گی یہاں تک کہ ریت اور مٹی میں دفن کردی جاؤں

ذکرہ ھشام بن الکلبی (اس کو ہشام بن کلبی نے ذکر کیا۔ت) بلکہ علامہ ابوالقاسم عماد الدین محمود ابن فریابی کتاب خالصۃ الحقائق لمافیہ من اسالیب الدقائق میں صحابیات حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک بی بی رباب نامی رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ذکر کرتے ہیں،

انھا کانت زوجا لرجل یقال لہ عمرو فتعاھدا أیھما مات قبل الاخر لایتزوج الذی یبقی حتی یموت فمات فاقامت مدۃ فزوجھا ابوھا فرأت فی تلک اللیلۃ عمرا انشدھا ابیاتا فاصبحت مذعورۃ وقصت علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم القصۃ فامرھا ان تستأنس بالوحدۃ حتی تموت وامر زوجھا بفراقھا ففعل ذلک۔

یعنی وہ ایک شخص عمرو نامی کی زوجہ تھیں اُن کے آپس میں عہد ہو لیا تھا کہ جو پہلے مرے دوسرا تا دمِ مرگ نکاح نہ کرے، عمرو کا انتقال ہوا، رباب ایک مدت تک بیوہ رہیں پھر ان کے باپ نے اُن کا نکاح کردیا، اُسی رات اپنے پہلے شوہر کو خواب میں دیکھا اُنھوں نے کچھ شعر اس معاملے کی شکایت میں پڑھے یہ صبح کو خائف وترساں اُٹھیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حال عرض کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرتے دم تک تنہائی میں جی بہلائیں اور اس شوہر کو حکم دیا کہ انھیں چھوڑ دے، اُنھوں نے چھوڑ دیا۔(ت)

نقلہ الحافظ فی الاصابۃ وقال ھی حکایۃ مشھورۃ لغیر ھذین[3] الخ (اس کو حافظ نے الاصابہ میں نقل کیا اور فرمایا کہ یہ حکایت ان دونوں کے غیر کے لئے مشہور ہے الخ۔ت) بلکہ احادیث میں ہے خود

---

[1] الکامل فی التاریخ لابن اثیر ذکر مقتل حسین رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۴/ ۸۸
[2]
[3] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ محمود بن احمد فریابی الرباب غیر منسوبہ " " " ۴/ ۳۰۰

حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس بیوہ کی نہایت تعریف فرمائی جو اپنے یتیم بچوں کو لئے بیٹھی رہے اور اُن کے خیال سے نکاحِ ثانی نہ کرے،

**حدیث ۱**: سُنن ابو داؤد میں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا وامرأة سفعاء الخدين كهاتين يوم القيمة واومى بيده يزيد بن زريع السبابة والوسطى امرأة ايمت من زوجها ذات منصب وجمال حبست نفسها على يتاماها حتى بانوا او ماتوا[1]

میں اور چہرہ کا رنگ بدلی ہُوئی عورت روزِ قیامت ان دو انگلیوں کے مثل ہوں گے (راوی نے انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کرکے بتایا یعنی جیسے یہ دو انگلیاں پاس پاس ہیں یُونہی اسے روزِ قیامت میرا قُرب نصیب ہوگا) وہ عورت کہ اپنے شوہر سے بیوہ ہُوئی عزّت والی صورت والی باایں ہمہ اُس نے اپنے یتیم بچّوں پر اپنی جان کو روک رکھا یہاں تک کہ وُہ اُس سے جُدا ہوگئے یا مرگئے (چہرہ کی رنگت بدلی ہُوئی سیاہی مائل ہونا کہ بے شوہری کے سبب بناؤ سنگار کی حاجت نہیں)۔

**حدیث ۲**: ابن بشران انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ايما امرأة قعدت على بيت اولادها فهى معى فى الجنة۔[2]

جو عورت اپنی اولاد پر بیٹھ رہے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔

**حدیث ۳**: ابو یعلیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من يفتح باب الجنة الا انى ارى امرأة تبادرنى فاقول لها مالك ومن انت فتقول انا امرأة قعدت على ايتام لى[3]

سب سے پہلے جو دروازہ جنت کھولے گا وُہ میں ہُوں مگر میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ مجھ سے آگے جلدی کریگی میں فرماؤں گا تجھے کیا ہے اور تُو کون ہے، وہ عرض کریگی میں وہ عورت ہوں کہ اپنے یتیموں پہ بیٹھی رہی۔

---

[1] سُنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی فضل من عال الیتامیٰ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۵

[2] کنز العمال بحوالہ ابن بشران عن انس حدیث ۴۵۱۳۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۰۸

[3] مسند ابی یعلیٰ حدیث ۶۶۲۱ موسسہ علوم القرآن بیروت ۶/۱۲۵

امام عبدالعظیم منذری فرماتے ہیں : اسنادہ حسن ان شاء اللہ تعالیٰ (اس کی اسناد ان شاء اللہ تعالیٰ حسن ہے۔ ت)

**تنبیہ :** حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہشت میں تشریف لے جانا بارہا ہوگا، اولیت مطلقہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے، دروازہ کھلنا حضور والاہی کے لئے ہوگا، رضوان داروغۂ جنت عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں، حضور پر کوئی نبی مرسل بھی تقدیم نہیں پاسکتا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین۔

یہ سب مضامین احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی بعض فقیر نے اپنے رسالہ مبارکہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں ذکر کیں۔ حضور کے بعد جو اور بندگانِ خدا جائیں گے دروازہ کھلا پائیں گے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے فتح باب فرما چکے ہوں گے۔

قال تعالیٰ جنّت عدن مفتحۃ لھم الابواب[1] — اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بسنے کے باغ ان کے لئے سب کے دروازے کھلے ہوئے۔ (ت)

یہاں جو اس عورت کا آگے ہونا وارد ہوا یہ اور بار کے تشریف لے جانے میں ہے، جب اہتمام کار اُمت میں آمدورفت فرماتے ہوں گے نہ کہ خاص بارِ اول میں، و باللہ التوفیق (اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ ت)

الحمد للہ ان تحقیق انیق سے مسئلہ کا حکم بھی بہایت ایضاح منصۂ ظہور پر مرتفع ہوا اور اہل تشدد کے وہ متعصبانہ احکام بھی نزول و مندفع و الحمد للہ علی ماوفق وعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس کے توفیق اور علم عطا فرمانے پر، اور اللہ تعالیٰ درود سلام نازل فرمائے ہمارے آقا مصطفےٰ اور آپ کی آل پر۔ ت) یہاں تک نفس نکاح اور اس پر اجبار اور عورت یا اولیاء کی جانب سے ترک یا انکار وران کے انکار پر زجر و انتہار کا حکم تھا۔

**اب رہا نکاحِ ثانی پر طعن اقول** و باللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے۔ ت) ہماری تحقیقِ سابق سے روشن ہوا کہ نکاحِ ثانی مطلقاً فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ عام زنان کیلئے نہایت درجہ مباح ہی ہے اور مباح پر طعن صرف اُسی صورت میں کفر ہوسکتا ہے کہ اُس کی اباحت ضروریاتِ دین سے ہو اور باوصف اس کے یہ شخص اُسے شرعاً مباح نہ جانے، نکاحِ ثانی کی اباحت تو بیشک ضروریاتِ دین

---

[1] القرآن الکریم ۳۸ / ۵۰

سے ہے کہ تمام مسلمین اُس سے آگاہ، قرآن عظیم کی متعدد آیتیں اُس پر گواہ۔

قال اللہ تعالیٰ عسٰی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن (الیٰ قولہ تعالیٰ) ثیبٰت وابکارا[1]، وقال تعالیٰ فلما قضی زید منہا وطرا زوجنکہا[2]، وقال تعالیٰ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ[3]۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمھیں طلاق دے دیں کہ انھیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے (اللہ تعالیٰ کے قول) ثیبٰت وابکارا (بیاہیاں اور کنواریاں) تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ (زینب) تمھارے نکاح میں دے دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ آئے۔ (ت)

کریمہ وانکحوا الایامی[4] (اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہیں۔ ت) میں ایم کے نکاح کر دینے کو فرمایا، ایم ہر زنِ بے شوہر کو کہتے ہیں جس کے اطلاق میں کنواری، مطلقہ، بیوہ سب داخل، اگرچہ ایم خاص بیوہ کا نام نہیں بالخصوص بیوہ کے لئے یہ آیتیں ہیں قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف واللہ بما تعملون خبیر ٥ ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء او اکننتم فی انفسکم علم اللہ انکم ستذکرونہن ولکن لا تواعدوہن سرا الا ان تقولوا قولا

اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافقِ شرع کریں اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے کاموں کی خبر ہے، اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم نے عورتوں کے نکاح کا پیام دو، یا اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے۔ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں

---

[1] القرآن الکریم ۶۶/۵

[2] " " ۳۳/۳۷

[3] " " ۲/۲۳۰

[4] " " ۲۴/۳۲

معروفا ۵ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتب اجلہ[1]

معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکّی نہ کرو جب تک لکھا ہُوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے۔ (ت)

وقال اللہ تعالٰی ؎

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج فان خرجن فلاجناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن من معروف واللہ عزیز حکیم ۵[2]

اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں وُہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے، پھر اگر وُہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انھوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا، اور اللہ تعالٰی غالب حکمت والا ہے (ت)

ان آیات کریمہ کا جملہ جملہ جوازِ نکاحِ بیوہ پر نص صریح ہے، پھر حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم و اہلبیتِ کرام وصحابۂ عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے قولاً و فعلاً و تقریراً اس کی اباحت متواتر، اُمّ المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے سوا تمام ازواجِ مطہرات حضور سیّد الکائنات علیہ وعلیہن الصلوات والتحیات ثیبات تھیں کما ثبت ذٰلک فی صحیح البخاری من حدیث نفسھا و من حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم (جیسا کہ صحیح بخاری میں خود ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث سے ثابت ہے۔ ت) مگر کلام اس میں ہے کہ جاہلانِ ہند جو اُسے ننگ و عار سمجھتے ہیں آیا اس بناء پر ہے کہ اُسے از رُوئے شریعت ہی حلال نہیں جانتے ایسا ہو تو بیشک کفر ہے مگر انصافاً عامۂ ناس سے اس کا اصلاً ثبوت نہیں، جس مسلمان سے پُوچھئے صاف اقرار کرے گا کہ شرعاً بے شک جائز ہم ناجائز و حرام نہیں جانتے بلکہ از رُوئے رسم لوگوں کے نزدیک ایک ننگ و عار کی بات ہے بخیال طعن و بدنامی اس سے احتراز ہے ایسے خیالات پر ہرگز حکم تکفیر نہیں ہو سکتا سلفاً و خلفاً تمام لوگوں میں معاملاتِ دُنیویہ میں مصالح دُنیویہ کے لحاظ سے ہی باہم ایک دوسرے پر صدہا مباحات میں طعن و سرزنش رائج ہے وہاں کیوں گیا، یہ کیوں کیا، فلاں سے کیوں ملا حالانکہ یہ سب امور مباحات شرعیہ ہیں یہ تو خاص خاص ہر شخص کے اپنے ذاتی معاملات میں ہے اور مصطلحاتِ عامہ قوم یا شاملۂ ملک میں بھی بہت باتیں مباح شرعی ہیں کہ بوجہ عرف و عادت معیوب ٹھہری ہیں کہ اس احتراز و اعتراض میں اکثریہ حضرات مکفرین بھی شریک، مثلاً باپ کے سامنے اپنے زوج یا زوجہ سے ہمکلام ہونا خصوصاً نئے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۳۴-۳۵

[2] 〃 〃 ۲/ ۲۴۰

دنوں میں - یُوں ہی باپ یا پیر وغیرہما بزرگوں کے حضور حقہ پینا، دختر و داماد جب رات کو ایک پلنگ پر ہوں اُن کے پاس جانا پاس بیٹھنا بات کرنا اُن کا بدستور لیٹے رہنا - ماں بہن بیٹی کا اپنے بیٹے بھائی باپ کے سامنے سینہ پستان کھولے پھرنا، شریف عورتوں کا بُرقع اوڑھ کر سرِ بازار سودے خریدنا، اجنبی لوگوں سے باتیں کرنا، ان میں کون سی بات شرعاً ممنوع و ناجائز ہے مگر رسم و رواج و اصطلاح حادث کی وجہ سے اب تمام اہل حیا انھیں عیب جانتے ہیں جو ایسے امور کا مرتکب ہو اُس پر طعن کریں گے، کیا اس بنا پر معاذ اللہ سب مسلمان کافر ٹھہریں گے اسی قبیل کا طعن و اعتراض یہاں کے عوام کو نکاحِ ثانی میں ہے تو اُس پر بے تکلّف حکمِ کفر جاری کرنا سخت مجازفت اور کلمۂ طیبہ پر بیباکانہ جرأت ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین - صحیح حدیث سے ثابت کہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سالی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کا پانی خود بھر کر لاتیں اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے لئے بیرونِ شہر دو میل پر جاکر دانہائے خرمہ جمع فرماتیں اُن کی گٹھری پیادہ پا اپنے سرِ مبارک پر اُٹھا کر لاتیں ایک بار پلٹتے ہوئے راہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مع ایک جماعت انصار کرام کے ملے حضور نے اُنھیں بُلایا اور اونٹ کو بیٹھنے کا حکم فرمایا کہ اپنے پیچھے سوار فرمالیں، اُنھوں نے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیا کی، اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت کا خیال آیا، نہ مانا - حضرت زبیر سے حال کہا، فرمایا واللہ تمھارا گٹھلیاں سر پر لے کر چلنا مجھ پر زیادہ سخت تھا اس سے کہ تم حضور کے ساتھ سوار ہولیتیں - صحیحین میں ہے:

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت تزوجنی الزبیر و ماله فی الارض من مال ولا مملوك ولا شئ غیر ناضح وغیر فرسه فکنت اعلف فرسه و استقی الماء و اخرز غربه و اعجن ولم اکن احسن اخبز وکان تخبز جارات لی من الانصار وکن نسوة صدق وکنت انقل النوی من ارض الزبیر التی اقطعه رسول اللہ

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا مجھ سے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا حالانکہ زمین میں اس کے پاس نہ کوئی مال تھا اور نہ ہی کوئی مملوک، اور ایک اونٹنی اور ایک گھوڑے کے سوا کوئی شئ اس کے پاس نہ تھی، میں اس کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کو پانی پلاتی تھی اور اس کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، ہماری ہمسائی انصار عورتیں تھیں جو کہ بہت اچھی عورتیں تھیں وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھی اور میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی

صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم علی رأسی وھی منی علی ثلثی فرسخ فجئت یوما والنوی علی رأسی فلقیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ومعه نفر من الانصار فدعانی ثم قال اخ اخ لیحملنی خلفه فاستحییت ان اسیر مع الرجال وذکرت الزبیر وغیرته وکان اغیر الناس فعرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انی قد استحییت فمضی فجئت الزبیر فقلت لقینی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وعلی راسی النوی ومعه نفر من اصحابه فاناخ لارکب فاستحییت منه و عرفت غیرتك فقال واللہ لحملك النوی کان اشد علی من رکوبك معه قالت حتی ارسل ابو بکر بعد ذلك بخادم یکفینی سیاسة الفرس فکانما اعتقنی[1]

زمین سے جو کہ انھیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی تھی اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی جبکہ وہ زمین مجھ سے دو تہائی فرسخ (یعنی تقریباً چھ کلومیٹر) دور تھی، ایک دن میں گٹھلیاں سر پر اٹھا کر آرہی تھی پس میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملی اور آپ کے ساتھ انصار میں سے چند افراد تھے آپ نے مجھے بلایا پھر (اونٹ کو بٹھانے کے لئے) فرمایا: اَخ اَخ، تاکہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیں مجھے شرم آئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں، مجھے زبیر اور اس کی غیرت یاد آئی جبکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غیور تھے، جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ میں شرم کر رہی ہوں، چنانچہ آپ تشریف لے گئے، پھر میں زبیر کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ملے جبکہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام تھے آپ نے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں مجھے اس سے شرم آئی اور میں نے تمھاری غیرت کو یاد کیا، زبیر نے کہا بخدا تمھارا گٹھلیوں کو سر پر اٹھانا سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار ہونے سے مجھ پر زیادہ سخت تھا۔ حضرت اسماء نے کہا میرا یہ حال رہا حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کے بعد میری طرف ایک خادم بھیجا جو مجھ سے گھوڑے کے انتظام سے کفایت کرتا تھا گویا کہ اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ (ت)

تکفیر کرنے والے حضرات ذرا سچ سچ کہیں اُن کے یہاں کے معزز شریف شہری لوگ کیا اسے روا رکھیں گے کہ ان کی شریف خاندانی بیبیاں گھر کا پانی کنوئیں سے بھر کر لائیں شہر سے دو دو کوس پر جا کر گھوڑے کیلئے گھاس چھیلیں گھاس کا گٹھا سر پر رکھ کر سرِ بازار لائیں، بہنوئی نہیں خاص اپنے حقیقی بھائی ہی کے پیچھے مردوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۸۶

کے مجمع میں اُونٹ پر چڑھی پھریں، کیا وہ ان باتوں کو عیب نہ جانیں گے، کیا وہ ان پر طعن نہ کریں گے، اگر نہیں تو زبانی جمع خرچ کی نہیں سہی ذرا کر دکھائیں، اور اگر ہاں تو پہلے اپنی نسبت حکم بتائیں پھر اور مسلمانوں پر منہ آئیں، میں اس قسم کی بکثرت حدیثیں پیش کرسکتا ہوں مگر عاقل کو ایک حرف کافی اور نامنصف کو دفتر ناوافی بلکہ اگر نظر تدقیق کیجئے تو ایک وجہ وُہ بھی نکل سکتی ہے کہ کوئی شخص ان بلاد میں نکاحِ ثانی کو ممنوع شرعی جانے اور اس کی تکفیر کی طرف اصلاً راہ نہ ہو وہ یہ کہ مثلاً زید زعم کرے کہ نکاحِ ثانی فی نفسہٖ اگرچہ مباح ہے مگر ان اعصار و امصار میں نکاح بیوہ پر لوگ طعنہ زن ہو کر کبیرۂ شدیدہ میں واقع ہوتے اور اس عورت کی مذمت کرتے اور اس سے نفرت رکھتے ہیں تو یہاں اس کا فعل مسلمانوں کے ایسے مہالک عظیمہ میں واقع ہونے اور اُن پر دروازۂ کبائر و اتباعِ شیطان کھلنے کا باعث ہوگیا ہے اور جو مباح ایسے امور کی طرف منجر ہو اس عارض کی وجہ سے مباح نہیں رہتا شرعاً قابل احتراز ہوجاتا ہے۔ نظیر اس کی عوام کے سامنے حقائق عالیہ و دقائق غالیہ کا ذکر جو اُن کے مدارک و افہام سے وراء ہو کہ اشاعتِ علم فرض اور کتمان حرام، مگر یہاں عوام کا فتنہ میں پڑنا گناہ میں مبتلا ہونا متوقع، لہذا اُن کے سامنے ایسا بیان شرعاً ممنوع۔

**حدیث میں ہے:**

حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ[۱]۔ رواہ البخاری فی صحیحہ عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ موقوفا علیہ والدیلمی فی مسند الفردوس عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

لوگوں سے وُہ باتیں کہو جنھیں وُہ پہچانیں، کیا یہ چاہتے ہو کہ لوگ اللہ و رسول کی تکذیب کریں (اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے موقوفاً روایت کیا اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ (ت)

**حدیث ۲:**

امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم[۲]۔ رواہ الامام ابو عبدالرحمٰن السلمی ومن طریقہ الدیلمی والحسن بن سفین فی مسندہ وابو الحسن التمیمی فی کتاب العقل عن

ہمیں حکم ہے کہ لوگوں سے بقدر ان کی عقول کے کلام کریں۔ اس کو امام عبدالرحمٰن سلمی اور ان کے طریق سے دیلمی اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابو الحسن تمیمی نے کتاب العقل میں حضرت عبداللہ

---

[۱] صحیح البخاری کتاب العلم باب من خص بالعلم قوماً الخ مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴

[۲] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۶۱۱ مطبع دار الباز مکۃ المکرمۃ ۱/۳۹۸

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور انھوں نے نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (ت)

**حدیث ۳:**

ماحدث احدکم قوما بحدیث لا یفھمونہ الا کان فتنۃ علیھم[1]۔ رواہ العقیلی و ابن السنی وابونعیم فی الریاضۃ وغیرھم عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تم میں سے کوئی شخص کسی قوم سے کوئی ایسی حدیث کہ ان کی سمجھ سے وراء ہو بیان نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ حدیث ان پر فتنہ ہوجائے گی (اس کو عقیلی، ابن سنی اور ابونعیم نے الریاضۃ میں اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

دوسری روایت میں ہے:

لاتحدثوا امتی من احادیثی الا ما تحتملہ عقولھم فیکون فتنۃ علیھم[2]۔ رواہ عنہ ابونعیم و من طریقہ الدیلمی وفیہ فکان ابن عباس یخفی اشیاء من حدیثہ ویفشیھا الی اھل العلم۔

میری اُمت سے میری حدیثیں نہ بیان کرو مگر وہ جو ان کی عقلیں اُٹھالیں کہ وہ حدیث اُن پر فتنہ ہوجائے گی۔ اس کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ابونعیم نے اور ان کے طریق سے دیلمی نے روایت کیا اور اس میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث سے کچھ اشیاء مخفی رکھتے اور انھیں اہل علم پر ظاہر فرماتے۔ (ت)

تیسری روایت میں ہے:

یا ابن عباس لا تحدث قوما حدیثا لا تحتملہ عقولھم[3]۔ رواہ عنہ

اے ابن عباس! لوگوں سے وہ حدیث بیان نہ کرو جو اُن کی عقل میں نہ آئے۔ (اس کو مسند الفردوس

---

[1] اتحاف السادۃ بحوالہ العقیلی فی الضعفاء بیان مابدل من الفاظ العلوم مطبع دارالفکر بیروت ۱/۲۵۳

[2] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۷۳۱۲ مطبع دارالباز مکۃ المکرمہ ۵/۱۷

[3] 〃 〃 〃 〃 ۸۴۳۴ 〃 〃 〃 ۵/۳۵۹

فی مسند الفردوس۔

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرمایا۔ (ت)

**حدیث ۴:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ماانت بمحدث قوماحدیثا لا تبلغہ عقولھم الا کان لبعضھم فتنۃ۔[1] رواہ مسلم فی مقدمۃ صحیحہ۔

تو جب کسی قوم سے وہ حدیث بیان کرے گا جس تک ان کی عقل نہ پہنچے وہ ضرور ان میں کسی پر فتنہ ہو جائے گی۔ (اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں روایت فرمایا۔ ت)

**قلت** ومن ھذا الباب ماکان الامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ یخفی فی بعض مجالسہ القول برویۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ لیلۃ المعراج کما ذکرہ الزرقانی وقد صح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال حفظت عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعائین اما احدھما فبثثتہ واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم۔[2] رواہ البخاری۔

**قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اپنی بعض مجالس میں حضرت امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شبِ معراج نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رؤیت باری تعالٰی کے قول کو چھپانا اسی باب سے ہے جیسا کہ زرقانی نے ذکر کیا، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیثِ صحیح مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے علم کی دو نوعیں یاد کیں ان میں سے ایک کو تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا، اور رہی دوسری تو اس کو اگر پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے۔ اس کو بخاری نے روایت فرمایا۔ (ت)

**نظیر ۲:** عمامہ کا شملہ چھوڑنا یقیناً سنّت مگر جہاں جُہّال اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے متاخرین نے غیر حالتِ نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا منشاء وہی حفظِ دینِ عوام ہے۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رسالہ آدابِ لباس میں فرماتے ہیں:

فقہاء را بر ارسال شملہ براہین قیاسی بسیار ست و ارسالِ آں سنّتِ مؤکدہ دانند وعلمائے متاخرین سوائے صلوات پنجگانہ را ارسال ندارند از برائے طعن و مسخرۂ جہالِ زمانہ[3] اھ ملخصاً

فقہاء کے پاس شملہ چھوڑنے پر بہت سے دلائل قیاسیہ موجود ہیں اور وہ اس کو سنتِ مؤکدہ سمجھتے ہیں مگر علماء متاخرین جُہّالِ زمانہ کے طعن و تمسخر سے بچنے کے لئے سوائے نماز پنجگانہ کے شملہ نہیں چھوڑتے ہیں اھ ملخصاً (ت)

---

[1] الصحیح المسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۹

[2] الصحیح البخاری کتاب العلم باب حفظ العلم " " " ۱/۲۳

[3] رسالہ آدابِ لباس عبدالحق محدث دہلوی

**نظیر ۳:** قرآن عظیم کی دسوں قرأتیں حق اور دسوں منزل من اللہ، دسوں طرح حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پڑھا اور حضور سے صحابہ، صحابہ سے تابعین، تابعین سے ہم تک پہنچا تو ان میں ہر ایک کا پڑھنا بلاشبہہ قرأتِ قرآن و نورِ ایمان و رضائے رحمان ہے۔ بااین ہمہ علماء نے ارشاد فرمایا کہ جہاں جو قرأت رائج ہو نماز و غیر نماز میں عوام کے سامنے وہی قرأت پڑھیں، دوسری قرأت جس سے ان کے کان آشنا نہیں نہ پڑھیں مبادا وہ اس پر ہنسنے اور طعن کرنے سے اپنا دین خراب کرلیں۔ ہندیہ میں ہے:

فی الحجۃ قراءۃ القرآن بالقراءات السبعۃ والروایات کلہا جائزۃ ولکنی اری الصواب ان لایقرء القراءۃ العجیبۃ بالامالات و الروایات الغریبۃ کذا فی التاتارخانیۃ[1]

حجہ میں ہے کہ ساتوں قرا‌ءات اور تمام روایات میں قرآن مجید پڑھنا جائز ہے لیکن میں اس بات کو درست سمجھتا ہوں کہ ناما نوس قرا‌ءت میں امالات اور روایات غریبہ کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھا جائے، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لان بعض السفہاء یقولون ما لا یعلمون فیقعون فی الاثم والشقاء ولا ینبغی للائمۃ ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینہم ولا یقرأ عندہم مثل قراءۃ ابی جعفر وابن عامر وعلی بن حمزۃ والکسائی صیانۃ لدینہم فلعلہم یستخفون او یضحکون وان کان کل القراءات والروایات صحیحۃ فصیحۃ و مشائخنا اختاروا قراءۃ ابی عمرو وحفص عن عاصم[2] اھ من التتارخانیۃ عن فتاوی الحجۃ۔

اس لئے کہ بعض بیوقوف وہ کچھ کہیں گے جو وہ جانتے نہیں ہیں تو گناہ اور بدبختی میں مبتلا ہوجائیں گے، اور ائمہ کے لئے مناسب نہیں کہ وہ عوام کو اس چیز پر برانگیختہ کریں جس میں ان کے دین کا نقصان ہے اور عوام کے دین کو بچانے کے لئے ان کے پاس ابوجعفر، ابن عامر، علی بن حمزہ اور کسائی کی قراءۃ میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اس کو ہلکا جانیں اور اس پر ہنسیں اگرچہ تمام قراءات و روایات صحیح اور فصیح ہیں۔ ہمارے مشائخ نے ابوعمرو وحفص کی قراءۃ کو اختیار کیا ہے جو عاصم سے مروی ہے اھ تتارخانیہ از فتاوٰی حجہ۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ — فصل الرابع فی القراءۃ — نورانی کتب خانہ پشاور — ۷۹/۱

[2] ردالمحتار — فصل فی القراءۃ — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۳۶۴/۱

**نظیر ۴:** قریش نے جب زمانۂ جاہلیت میں کعبہ از سرِ نو بنایا کچھ تنگیٔ خرچ کچھ اپنی اغراضِ فاسدہ سے بنائے خلیل صلے اللہ تعالیٰ علےٰ ابنہ وعلیہ وبارک وسلم میں بہت تغیرات کردیں، دو دروازہ غربی و شرقی سے صرف ایک در شرقی رکھا اور اُسے بھی زمین سے بہت بلندی پر نکالا کہ جسے چاہیں داخلے سے مشرف ہونے دیں جسے چاہیں محروم رکھیں، گزوں زمین جانبِ شمال چھوڑ دی کہ عمارت بڑھانے میں خرچ زیادہ درکار تھا باآنکہ یہ صریح بدعتِ جاہلیت و تغیرِ سنّتِ ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تھی مگر حضور سیّد المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض بغرضِ حفظِ دینِ نو مسلمین اُسے قائم و برقرار رکھا کہ تغیر بے ہدم عمارت موجودہ نہ ہوتی خدا جانے ان کے دلوں میں کیا وسوسہ گزرے۔ صحیحین میں ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الجدار من البیت ھو، قال نعم، قلت فما لھم لم یدخلوہ فی البیت قال ان قومك قصرت بھم النفقۃ قلت فما شأن بابہ مرتفعا قال فعل ذٰلك قومك لیدخلوا من شاؤا ویمنعوا من شاؤا ولولا ان قومك حدیث عھدھم الجاھلیۃ فاخاف ان تنکر قلوبھم ان ادخل الجدر فی البیت و ان الصق بابہ بالارض[1] وفی اخری ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لھا یاعائشۃ لولا ان قومك حدیث عھد بجاھلیۃ لامرت بالبیت فھدم فادخلت فیہ ما اخرج منہ والزقتہ بالارض وجعلت لہ بابین باباشرقیا و باباغربیا فبلغت بہ اساس ابراھیم[2] الخ

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے حطیم کی دیوار کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ بیت اللہ کا حصّہ ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں نے دریافت کیا اس کو قریش نے بیت اللہ میں کیوں داخل نہیں کیا، آپ نے فرمایا: تمھاری قوم کے پاس خرچ کم ہوگیا تھا، میں نے پُوچھا پھر اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں ہے، تو آپ نے فرمایا کہ تمھاری قوم نے یہ اس لئے کیا تاکہ وُہ جس کو چاہیں بیت اللہ میں داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں اگر تمھاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا اور مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ ان کے دلوں کو بُرا لگے گا تو میں حطیم کی دیواروں کو بیت اللہ میں داخل کردیتا اور دروازے کو زمین سے ملا دیتا۔ اور دُوسری روایت یہ ہے کہ نبی انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ! اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت کے زمانہ کے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا

---

[1] و [2] صحیح بخاری باب فضل المکۃ و بنیانہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱۵

حکم دیتا اور اس میں سے جو خارج کر دیا گیا ہے میں اس کو اس میں داخل کر دیتا اور اس کو زمین کے برابر کرکے دو دروازے بناتا ایک دروازہ مشرقی اور ایک دروازہ مغربی، اور میں اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا۔ (ت)

**یہ تقریر** اگرچہ دعوٰی ممانعت کے اثبات سے قاصر یا سراسر غلط ہی سہی مگر شک نہیں کہ اب تکفیر قطعًا محال کہ اس میں نفس اباحت کا کہ ضروریاتِ دین سے تھی انکار نہ ہوا بلکہ اس میں کسی ایسی چیز کا بھی انکار نہیں جس کی وجہ سے تکفیر درکنار تضلیل ہوسکے غایت یہ کہ خطا و غلط کہئے وُہ بھی بلحاظ دعوٰی ممانعت ورنہ شبہہ نہیں کہ نظائرِ مذکورہ ان بلاد میں نکاحِ ثانی سے مصلحۃً احتراز کی وجہ موجہ ہوسکتی ہیں جبکہ نوبت تا وجوب و افتراض نہ ہو کما لا یخفٰی علٰی اولی النھٰی واللہ الھادی الٰی صراط سوی (جیسا کہ عقلمندوں پر مخفی نہیں ہے اور اللہ تعالٰی ہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ ت)

**بالجملہ** تکفیر اہل قبلہ و اصحابِ کلمہ طیبہ میں جرأت و جسارت محض جہالت بلکہ سخت آفت جس میں وبال عظیم و نکال کا صریح اندیشہ والعیاذ باللہ رب العالمین، فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول و فعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع و فظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سے ضعیف، نحیف سے نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رُو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اس کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانبِ کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔

**حدیث** میں ہے حضور سید العالمین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الاسلام یعلو ولا یعلٰی۔[1] اخرجہ الرویانی والدارقطنی والبیہقی والضیاء فی المختارۃ والخلیل کلھم عن عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ اس کو رویانی، دارقطنی، بیہقی، مختارہ میں ضیاء اور خلیل نے عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

احتمال اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں والعیاذ باللہ رب العالمین۔

**حدیث ۲:** فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

کفوا عن اھل لا الٰہ الا اللہ لا تکفروھم

لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں سے زبان روکو انھیں

---

[1] سنن الدارقطنی باب المہر نشر السنۃ ملتان ۳/ ۲۵۲

بذنب فمن اکفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

کسی گناہ پر کافر نہ کہو، لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو جو کافر کہے وُہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

**حدیث ۳** : فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل[2] رواہ ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تین باتیں اصل ایمان میں داخل ہیں، لا الٰہ الا اللہ کہنے والے سے باز رہنا اور اسے گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے اور کسی عمل پر اسلام سے خارج نہ کہیں۔ (اس کو ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا۔ ت)

**حدیث ۴** : فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

لا تکفروا احدا من اھل القبلۃ[3]۔ رواہ العقیلی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اہلِ قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہو (اس کو عقیلی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

الحمدُ للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا اور حکم مسئلہ نے من جمیع الوجوہ رنگِ ایضاح پایا **خلاصۂ مقصود** یہ کہ عوام ہند جو نکاح بیوہ کو باتباع رسم مردود عنود ننگ و عار سمجھتے ہیں اور کیسی ہی حالت حاجت و ضرورتِ شدیدہ ہو معاذ اللہ حرام کے مثل اس سے احتراز رکھتے ہیں بُرا کرتے ہیں اور بہت بُرا کرتے ہیں، بیجا پر ہیں اور سخت بیجا پر، خان صاحب شیخ صاحب مرزا صاحب درکنار وُہ کوئی حضرت میر صاحب ہی ہوں تو کیا ان کی بیٹیاں نہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاص جگر پاروں سیدۃ النساء بتولِ زہرا صلے اللہ تعالٰی علٰی ابیہا وعلیہا وسلم کی بطنی صاحبزادیوں سے زیادہ عزّت والیاں بڑھ کر غیرت والیاں ہیں جن کے دو دو تین تین اور اس سے بھی زائد نکاح ہوئے سُبحان اللہ ! ع

---

[1] المعجم الکبیر ترجمہ ۱۳۰۸۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۲/
[2] سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الغزو مع ائمۃ الجور آفتاب عالم پریس لاہور
[3] نصب الرایہ بحوالہ العقیلی فی الضعفاء باب الاحادیث فی الاقدار المکتبۃ الاس

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

(ان خاکی عورتوں کو ان پاکباز عورتوں سے کیا نسبت۔ت)

مسلمانو! ذرا کلمہ پڑھنے کی شرم کرو اور اپنے آقا اپنے مولا اپنے بادشاہ عرش بارگاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت چھوڑکر ناپاکوں، گندوں، اینٹ پتھر کے بندوں کے قدم پر قدم نہ دھرو، ذرا غور تو کرو کس کی راہ چھوڑتے اور کس گمراہ کے پیچھے دوڑتے ہو؎

بقولِ دشمن پیماں دوست شکستی

بہ بیں کہ ازکہ بریدی و باکہ پیوستی

(دشمن کے کہنے پر تو دوست کے پیمان (عہد) کو توڑتا ہے، بنظرِ غائر دیکھ تو کس سے قطع تعلق کر رہا ہے اور کس سے تعلق جوڑ رہا ہے۔ت)

نکاح کی چھ صورتیں اور ان کے احکام مفصلاً گزرے انھیں بغور دیکھو اور بصدقِ دل عمل میں لاؤ کہ دنیا وآخرت کے منافع پاؤ، اور اس رسم نیک کے طعن وتشنیع سے قطعاً باز رہو کہیں اس اندھے کنوئیں میں گر کر نورِ ایمان کو خیر باد نہ کہو، ادھر ان حضرات اہلِ تکفیر سے التماس کہ شوق سے منکر کو اُٹھایئے بُری رسم کو مٹایئے مگر ذرا اپنا بھی نفع ونقصان دیکھے بھالے، اپنا بھی دین وایمان روکے سنبھالے، یہ کیا موقع ہے اور کو نصیحت آپ کو فضیحت، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ کی عظمت جانو تو اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سخت آفت مانو، یہاں زبان قابو میں ہے جسے چاہو کافر بتاؤ مشرک کہہ جاؤ مگر اس دن کا بھی کچھ جواب بنا رکھو جب لا الٰہ الا اللہ کو اپنے قائلوں کی طرف سے جھگڑتا دیکھو۔ اے لا الٰہ الا اللہ کے اتارنے والے! اہلِ لا الٰہ الا اللہ کو ہدایت فرما اور ہمیں لا الٰہ الا اللہ کے سچے ایمان پر دُنیا سے اٹھا آمین آمین آمین الٰہ الحق آمین والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین محمد وآلہٖ وصحبہ اجمعین۔

---

الحمد للہ کہ یہ شافی جواب خفیف جلسوں میں ۱۵ صفر ۱۳۱۲ھ کو تمام اور بلحاظِ تاریخ اطائب التھانی فی النکاح الثانی (۱۳۱۲ھ) نام ہُوا، امید کرتا ہوں کہ یہ سب مباحث رائقہ ودلائل فائقہ حصہ خاصہ خامہ فقیر اور اس مسئلہ کی توضیح اس مطلب کی تنقیح میں آپ ہی اپنی نظیر ہوں والحمد للہ اولاً وآخراً وباطناً وظاہراً والصلٰوۃ والسلام علٰی سید الانام محمدن الحبیب وآلہ الکرام وردا وصدرا وسرًا وجھرا والحمد للہ رب العالمین۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

---